اس دور کی تیسری اہم بات یہ تھی کہ ابھی تک تو شامی و لبنانی لوگ میدانِ صحافت میں پیش پیش تھے لیکن اب صحافت کی باگڈور مصریوں کے ہاتھوں میں آگئی اور انھوں نے اس میدان میں غیر معمولی کرشمہ دکھایا اور اس فن کے ذریعہ اپنے وطنِ عزیز کی بہترین خدمت کی۔ اس سے قبل عام طور پر روزنامے چار صفحات پر مشتمل ہوتے تھے، لیکن نئے و جدید قسم کے پریس کی آمد سے اکثر اخبارات آٹھ صفحات میں نکلنے لگے۔ ۱۸۹۹ء میں علی یوسف نے یورپ سے جدید قسم کا پریس منگایا۔ اس کی آمد سے صحافت کی دوڑ میں تیزی اور نئی زندگی پیدا ہوئی۔ متعدد اخبارات کی چھپائی جدید قسم کے پریس سے ہونے لگی۔ "الاہرام"۔ "المقطم"۔ اور "اللواء"۔ بھی نئے قسم کے آلاتِ طباعت سے شائع ہونے لگے۔

صحافت کی نشر و اشاعت میں اس قدر تیزی اور صحافیوں کا اس جانب غیر معمولی انہماک عام اہلِ وطن کے لئے باعثِ تعجب بنا ہوا تھا، کیونکہ اس وقت صحافت کی یہ مادی اعتبار سے غیر نفع بخش تھی۔ مدیروں اور اخباری عملے کی تنخواہیں بہت کم تھیں، مقالہ نگار کا تو معاوضہ تھا ہی نہیں لیکن اس کے باوجود اخبارات و جرائد اتنی کثیر تعداد میں شائع ہوتے تھے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں اُن کی تعداد ایک سو ستر تک پہنچ گئی۔ اور ایسا کوئی مہینہ نہ گزرتا جس میں ایک دو اخبار نہ نکلتے ہوں۔

مادی اور اقتصادی پریشانی کے باوجود اخبارات و جرائد کی کثیر تعداد میں اشاعت کی خاص وجہ یہ تھی کہ اس وقت تحریر و تقریر کی مکمل آزادی تھی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں اخبارات نکالنے کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ قانونی طور پر کوئی پابندی عائد نہ تھی۔ خود مصری بھی صحافت کی افادیت سے آشنا ہو چکے تھے، اس لئے انھوں نے معاشی پریشانی کو نظرانداز کر کے قومی و وطنی افادیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صحافت کی جانب توجہ دی جس کے باعث بے شمار اخبارات منظرِ عام پر آئے۔

۱۹۰۷ء میں احمد لطفی السید کی نگرانی میں جریدۂ "الجریدۃ" نکلنا شروع ہوا یہ اخبار اپنی شہرت و مقبولیت، مباحث کی وسعت، باریک مسائل پر گفتگو کرنے اہلِ وطن سے متعلق تمام خبروں کو زیرِ بحث لانے کے اعتبار سے نمایاں و ممتاز ہے۔ اس

متعلق یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ ایک جماعت کے خیالات اور افکار و نظریات کی ترجمانی کرتا اور اس کی حمایت کرتا تھا۔ یہ اخبار اسی جماعت کے زیر نگرانی چھپتا تھا۔ خاص طور پر یہ اخبار جماعت "حزب الامۃ" کا حامی تھا۔ یہ پارٹی مصر کو مغربی تہذیب و تمدن سے آراستہ کرنا، جدید کلچر کا آئینہ دار اور اقتصادی اعتبار سے خوشحال دیکھنا چاہتی تھی سیاست و حکومت کی زمام کار چاہے کسی کے ہاتھ میں ہو، گویا کہ یہ پارٹی انگریزی استعمار کی حمایت کرتی اور لارڈ کرومر کا دفاع کرتی تھی۔ اسلام، مسلمان اور دنیائے اسلام کی اس کے نزدیک کوئی خاص حیثیت و مقام نہ تھا اور ملک میں کسی عربی و اسلامی طاقت کی دخل اندازی پسند نہیں کرتی تھی، چنانچہ اخبار "الجریدہ" اسی دعوت کو عام کر رہا تھا۔ یہ ان مغرب نواز لوگوں کی آواز کو پھیلاتا اور لوگوں کو فرنگی تہذیب و کلچر کو اختیار کرنے اور انگریز حکومت کی حمایت کرنے پر ابھارتا۔ گویا کہ یہ اخبار انگریزی تسلط و احتلال کو حقیقت کی صورت میں پیش کرتا تھا۔ اس میں یہاں تک لکھا جانے لگا کہ "مصری قوم امن چاہتی ہے، انگریز سے اسے مخلصانہ محبت ہے۔ حکومت قانوناً خدیو مصر کے ہاتھ میں ہے اور عملاً کرومر کے ہاتھ میں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ دونوں قسم کے اختیارات یکجا ہو جائیں یعنی قانونی حکومت بھی خدیو مصر کے بجائے کرومر کو دیدی جائے۔"[1]

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے کہ "حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد مسلمانوں کا سیاسی اتحاد ختم ہو گیا اور حضرت علیؓ کی وفات کے بعد ان کا مذہبی اتحاد بھی ختم ہو گیا۔ تیرہ سو سال سے جس اتحاد و اتفاق کی بنیاد مٹ چکی ہے اسے کیوں کر زندہ کیا جائے۔"[2]

الغرض اس اخبار نے حکومت برطانیہ اور مغربی تہذیب و تمدن کے گن گائے۔ اور اسلام کی سیاسی بنیادوں کو منہدم کرنے کی کوشش کی۔ خاص طور پر مصر کو تمام اسلامی دنیا سے الگ تھلگ کرنے کی جدوجہد کی۔ اس کا کہنا تھا کہ حکومت کسی کے ہاتھ میں ہو حکمرانی

[1] حسن البنا شہید کی ڈائری، مترجم خلیل حامدی۔ ص ۱۸۔

[2] حسن البنا شہید کی ڈائری، مترجم خلیل حامدی۔ ص ۱۸

خدیوی خاندان کرے یا انگریز کرے اس سے کوئی فرق نہیں واقع ہوتا ہے اور نہیں کسی حکومت کے خلاف آواز نہیں اٹھانا چاہئے اگر وہ عدل وانصاف سے کام لیتی ہے اہلِ وطن کو عزت وتکریم کی نظر سے دیکھتی ہو، سیاسی و اقتصادی اور ثقافتی برابری رکھتی ہو اور ملک وقوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ چنانچہ جہاں یہ اخبار انگریز کے تعمیری اور اصلاحی کاموں کی تعریف کرتا اور حکومتِ برطانیہ کی مدح وستائش کرتا تھا وہیں پر دوسری جانب جب انگریزوں کی طرف سے کوئی ایسی چیز سامنے آتی جس سے اہلِ وطن ناخوش ہوئے تو یہ حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا۔ لارڈ کرومر اور دوسرے حکمرانوں کے ملک دشمن کاموں پر سخت انداز میں نکتہ چینی کرتا۔ انگریزوں سے آزادی تعلیم آزادی تحریر اور مصریوں کے لئے اظہارِ رائے کی مکمل آزادی کا مطالبہ کرتا، تمام قانونی سختیوں کو ختم کرنے کے لئے برطانوی حکومت پر زور ڈالتا تاکہ اہلِ وطن سکون واطمینان سے رہ سکیں۔ یہ اخبار مصر کے اندرونی معاملات میں اسلامی ممالک اور دولتِ عثمانیہ کی دخل اندازی کا سخت مخالف تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ مصری خود اپنے تمام مسائل حل کرسکتے ہیں۔ چنانچہ یہ واضح انداز میں لکھتا ہے:-

ان علینا نحن المصریین ان نترك فرنسا وانجلترہ والدولة العلیه وعلینا الا نغیر سیاسة الخلاف او سیاسة الوفاق اية اهمية، وعلینا ان نعمة علی انفسنا فقط فی الحصول علی حقنا فی الدستور وحقنا فی الحریة لا بد من ذالك - ومن عزة ترباء بنا ان نطلب من غیرنا ان یاتی لتحریر انفسنا من الرق وقلوبنا من عبادة القوی كانفسنا - كما ظنوا خطأ بنا ینبغی ان یاتینا الاستقلال ونحن نیام [1]

سردست یہ کہا جاسکتا ہے کہ اخبارُ "الجریدۃ" نے مصر کی سیاست میں اہم رول ادا کیا۔ اس کے

[1] الصحافة المصرية فی مأة عام - ڈاکٹر عبداللطیف حمزہ - ص ۱۱۸۸ -

صفحات پر مختلف سیاسی مسائل زیر بحث آتے اور مصری سماج و سیاست پہ کافی حد تک اثر انداز ہوا۔ سیاسی اور تحریکی موضوعات کے ماسوا تجارت وصنعت اور زراعت سے متعلق چیزیں بھی شائع ہوتیں۔

اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء میں اخبارُ العلم "نکلا۔ یہ اخبار جماعت "الحزب الوطنی" کا حامی تھا۔ وطنی آزادی اور قومی بے داری کا علمبردار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ انگریزی استعماری حکومت کی نذر ہو گیا۔ "الاعتدال" نامی اخبار بھی نکلا۔ یہ بھی وطن پرست اور قوم نواز اخبار تھا۔ جس کے باعث یہ اخبار بھی زیادہ دنوں تک نہ نکل سکا۔

سنہ ۱۹۱۰ء ہی میں روزنامہ جریدۃُ الاہالی" عبد القادر حمزہ نے نکالا۔ یہ اسکندریہ سے نکلا اور سنہ ۱۹۲۱ء تک اسکندریہ ہی سے نکلتا رہا۔ سنہ ۱۹۲۱ء سے اس کی طباعت قاہرہ سے ہونے لگی۔ یہ جریدہ چار صفحات پر مشتمل ہوتا اور شام میں نکلتا تھا۔ اس میں ملکی و غیر ملکی خبریں چھپتی تھیں اس کے چاروں صفحات پر الگ الگ چیزیں شائع ہوتیں۔ پہلے صفحہ پر خاص طور پر مقالات شائع ہوتے اور کبھی کبھی بیرونی خبریں بھی چھپتی تھیں۔ دوسرا صفحہ اندرونِ ملک کی خبروں کے لئے خاص تھا۔ تیسرے صفحہ پر اعلانات و اشتہارات اور کچھ دوسری چیزیں بھی شائع ہوتیں۔ اور آخری صفحہ پر صرف مختلف قسم کے اعلانات ہوتے تھے۔

سنہ ۱۹۱۰ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک کا وہ زمانہ تھا جب وفد پارٹی اور قومی تحریکیں شباب پر تھیں، پورے ملک میں انقلابی اور احتجاجی صورتِ حال تھی۔ وفد پارٹی کے لیڈر سعد زغلول آزادیٔ وطن کے لئے کوشاں تھے۔ نہایت ہی سنگین و مہیب زمانہ تھا۔ انگریزوں کے ظلم و ستم کی بھٹی شعلہ زن ہو چکی تھی۔ آزادیٔ تحریر و تقریر پر سخت پابندی تھی۔ اخبارات پر سخت سنسر شپ لاگو تھا۔ ایسے سنگین دور میں عبد القادر حمزہ کی کوشش سے جریدۃُ الاہالی" نکلا۔ ان کی شخصیت ملک و قوم کی وفادار تھی۔ وہ اہلِ وطن کی نظروں میں نہایت محبوب ترین شخص تھے۔ غیر معمولی ذہین بُردبار اور لوگوں کے خیر خواہ تھے۔ وطن کی آزادی اور قوم کی بے داری کے لئے کوشش کرتے، چنانچہ اس جریدہ کے ذریعہ قوم و وطن کی بہترین خدمت کی چنانچہ محبِ وطن اور قوم پرور ہونے کے باعث اس کی راہ میں متعدد رکاوٹیں کھڑی کی گئیں اور بالآخر سنہ ۱۹۲۱ء میں بند ہو گیا۔

۱۹۱۳ء میں امین الرافعی کی ادارت میں جریدہ "الشعب" نکلا۔ یہ آٹھ صفحات کا تھا۔ اس میں اسلامی، علمی اور فکری مضامین شائع ہوتے۔ یہ جریدہ ملک ووطن اور اسلام کی بہترین خدمت انجام دیتا۔ انگریزی استعمار اور فرنگی سامراج کے خلاف مضامین وتبصرے اس کی مقبولیت وشہرت کے باعث تھے۔

پہلے چار صفحات پر داخلی اور خارجی خبریں ہوتیں۔ یورپ کی خبریں "اخبار برید اوربا" کے عنوان سے شائع ہوتی تھیں۔ یورپ کی خبروں کے علاوہ عالم اسلام اور مشرقی ممالک کی خبریں بھی چھپتی تھیں۔ اسلامیات سے متعلق بھی مختلف چیزیں نظر آتی تھیں۔ آخری چار صفحات نہایت معلوم افزا اور علمی چیزوں کے لئے خاص تھے۔ یہ علم وفن کے زیورات سے مزین ہوتے۔ سائنس، زراعت وتجارت اور تاریخ وجغرافیہ سے متعلق نہایت مفید اور علمی بحثیں ہوتیں۔

چونکہ یہ اخبار وطن عزیز کی آزادی کا علمبردار، اہل وطن کا حامی اور برطانوی سامراج کا مخالف تھا اس لئے اسے حکومت کی سختیوں اور پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا اور بہت جلد بند ہوگیا۔

۲۱ جولائی ۱۹۱۵ء میں عبدالحمید حمدی کی ادارت میں جریدہ "السفور" نکلا۔ اس میں مقالہ نگاری کا کام محمد حسین ہیکل، احمد امین، منصور فہمی اور مصطفی عبدالرزاق جیسی مایہ ناز شخصیات انجام دے رہی تھیں۔ احمد لطفی السید جو اخبار "الجریدہ" کے بانی تھے، ان کے شاگرد "السفور" کے روح رواں تھے اور ۱۹۱۵ء میں جب "الجریدہ" بند ہوگیا تو ان کے شاگردوں نے "السفور" نکالا۔

۱۹۱۹ء میں احمد فرید کی ادارت میں ہفت روزہ جریدہ "الحقائق" نکلا۔

پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر پورے مصر میں انقلابی صورت حال تھی۔ اہل وطن انگریز کو ملک سے نکالنے اور حصول آزادی کے لئے متحد ہوگئے۔ چہار جانب سیاسی وانقلابی ماحول تھا۔ آزادی تحریر وتقریر پر پابندی عائد تھی اور جو اخبارات بند ہوگئے تھے انھیں دوبارہ نکالنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت کم اخبار جاری رہ سکے اور پابندی کے ساتھ نکلے۔

۲۲ فروری ۱۹۲۰ء کو جریدہ "الاخبار" نکلا۔ اس کے ایڈیٹر اخبار "الشعب" کے ایڈیٹر

امین الرافعی تھے۔ اس کا اجرا اس وقت ہوا جب مصر پہلی عالمی جنگ کے باعث ناگفتہ بہ حالت میں پہنچ گیا تھا۔ انگریزی ظلم و ستم سے اہلِ وطن درد و کرب کی زندگی بسر کر رہے تھے اور مصری انقلاب اپنے جوبن پر تھا۔ وفد پارٹی کی سرگرمیاں تیز تر ہو چکی تھیں۔

امین الرافعی نے اِس انقلابی اور سخت ترین دور میں صحافت کی جانب دوبارہ قدم اُٹھایا اور "الأخبار" کو نکال کر ملک و وطن کی بہترین خدمت کی۔ اس میں اکثر مضامین سیاسی امور سے متعلق ہوتے اور ملک کی آزادی کے پیامبر ہوتے۔ الرافعی اہلِ وطن کی ترجمانی نہایت پُر جوش انداز میں کرتے۔

"ہمیں صرف آزادی چاہیے اور ہماری اس آزادی میں رخنہ انداز ہونے کا کسی کو حق نہیں۔ وہ لوگ مفاد پرست ہیں جو مصریوں کے اندر اختلاف کی خلیج پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کے اندر حق و انصاف نام کی کوئی شئی نہیں ہوتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کو خوش کرنے اور چاپلوسی کرنے میں لگے رہتے ہیں، اس طرح ہماری طاقت کا کامل مظاہرہ نہیں ہو سکا اور نامرادی و مایوسی ہمارے ساتھ رہی۔ اگر آج بھی ہم کمر بستہ ہو کر اپنے مقصد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں تو آزادی ہمارا قدم چومے گی اور غلامی ہم سے دُور بھاگے گی۔" [1]

یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس اخبار نے انقلابی دور میں اہلِ وطن کی عظیم خدمت کی۔ یہ کسی طرح کی گروہ بندی اور تعصب کا قائل نہ تھا اور نہ یہ کسی پارٹی کی تحویل میں ہو کر شائع ہوتا تھا۔ نہایت صاف کھرے انداز میں وطن کے تمام مسائل کو زیر بحث لاتا۔

اکتوبر ۱۹۲۲ء میں جریدہ "السیاسۃ" جاری ہوا۔ اس کی ادارت کی ذمہ داری ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے لی۔ یہ اخبار حزب "الاحرار الدستوریین" کی حمایت کرتا۔ جب ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء کو مصر کو دستوری آزادی حاصل ہوئی تو اس وقت سعد زغلول جلاوطنی کی زندگی گذار رہے تھے اور اسی وقت اس پارٹی کا قیام رو بہ عمل آیا تھا۔

[1] الصحافۃ المصریۃ فی مائۃ عام - ڈاکٹر عبداللطیف حمزہ ص ۱۰۱

جریدۃ السیاسۃ" نے اہل وطن کی تمناؤں، آرزوؤں اور خواہشوں کی ترجمانی کی۔ آزادیِ نفس اور آزادیِ وطن کی تعظیم و توقیر کی۔ قوم کو وحدت و یگانگت کی لڑی میں پرونے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین، محمود عزمی، سید کامل، عبدالقادر المازنی، عبدالعزیز البشری اور عبداللہ العنان جیسی مایۂ ناز شخصیات اس میں مقالہ نگاری کا فریضہ انجام دے رہی تھیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو اخبار "الجریدۃ" کے اسلوب و اندازِ بیان سے واقف اور اس کے حامل تھے۔

اس وقت اس کی مقبولیت و شہرت میں کمی واقع ہوئی جب وہ قوم کے مسائل کو مرکزِ گفتگو بنانے اور اہلِ وطن کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھنے کے بجائے زیادہ تر دستور پارٹی کی مدح و ستائش کرنے لگا اور وفد پارٹی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

مجموعی طور پر اس اخبار نے صحافتی ذمہ داریاں ادا کیں اور فن کے مقاصد کو ملحوظِ خاطر رکھا اس کا اسلوب و اندازِ بیان بھی نہایت پیارا تھا اور قوم و وطن کے جذبات و خواہشات کی ترجمانی بھی کرتا تھا۔ اس میں بعض خامیاں بھی تھیں جو صحافت کے منافی تھیں۔

۲۸ جنوری ۱۹۲۳ء میں عبدالقادر حمزہ کی ادارت میں اخبار "البلاغ" نکلا۔ یہ اخبار چار صفحات پر مشتمل ہوتا اور ہر صفحہ میں چھ کالم ہوتے۔ چند مہینے کے بعد چھ صفحوں میں نکلنے لگا۔ بعد میں آٹھ صفحات کا ہو گیا۔ فرنٹ صفحہ پر قوم کے لیڈر سید زغلول کا قول "یعجبنی الصدق فی القول والاخلاص فی العمل وانہ تقوم المحبۃ بین الناس مقام القانون" لکھا ہوتا۔

اس اخبار میں خاص طور پر سیاسی مسائل کا تذکرہ ہوتا اور مصر کی سیاسی صورتِ حال پر تفصیلی بحث ہوتی اور مصری سیاست سے متعلق بعض کتابوں سے اقتباسات بھی شائع ہوتے۔

عباس محمود عقاد اور "کوکب الشرق" کے ایڈیٹر حافظ عوض جیسے علماء و ادباء کے مضامین شائع ہوتے۔ اس میں عقاد کو غیر معمولی مقام حاصل تھا چنانچہ ان کا مقالہ اخبار کے صفحۂ اول پر شائع ہوتا۔ ان کے اکثر مضامین سیاسی امور سے متعلق ہوتے تھے۔ وہ اس کی ادارت اور تزئین و تحسین میں عبدالقادر حمزہ کے ساتھ رہے۔ مورخین نے اس کی ادارت میں دونو کا تذکرہ کیا ہے۔

اس میں سینوت حنا کا قسط وار مضمون "الوطنیۃ دیننا والاستقلال حیاتنا" کے زیرِ عنوان

شائع ہوتا تھا۔ اُن کے ماسوا قندیل رحمانی، عبدالمجید نافع، عزیز مرہم، عبدالحمید سعید، محمد غالب مہندس، محمد احمد العوامری اور توفیق دیاب کے مضامین بھی شائع ہوتے۔ علی عبدالرزاق کی کتاب "الاسلام واصول الحکم" کے جواب میں مختلف مضامین شائع ہوتے اور ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی کتاب "فی الادب الجاہلی" کے رد میں مقالے لکھے جاتے۔

اخبار "البلاغ" نے قوم و وطن کی آزادی اور سیاسی و سماجی برتری کے لئے اہم کارنامہ انجام دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ وفد پارٹی کی تحریک آزادی شباب پر تھی، آزادیٔ وطن کے نعروں سے پوری وادی گونج رہی تھی۔ سعد زغلول کی شخصیت وطن کی آزادی اور استعماری طاقت سے نجات دلانے میں پیش پیش تھی۔ چنانچہ جب یہ اخبار نکلا اور آزادی کی صدا بلند کی تو وفد پارٹی خوشی و مسرت سے جھوم اٹھی اور عبدالقادر حمزہ کو مبارکباد پیش کی۔ خاص طور پر سعد زغلول نے نہایت خوشی کا اظہار کیا اور اُمید ظاہر کی کہ یہ اخبار ملک کی آزادی اور اہلِ وطن کی آرزوؤں و تمناؤں کی تکمیل کرے گا۔

چنانچہ اس اخبار نے قوم و ملک کی سربلندی اور سرخروئی کے لئے آواز اُٹھائی، عدل وانصاف کا نعرہ بلند کیا، سیاسی و سماجی مساوات کا علم اُونچا کیا۔ اور ملک کو انگریزی استعمار سے نجات دلانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اہلِ وطن کو آزادی کی اہمیت وحقیقت سے روشناس کیا۔ اخبار کی اس قدر حب الوطنی اور آزادیٔ قوم سے لگاؤ کو دیکھ کر انگریز خوفزدہ ہوگئے اور اس کو بند کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ ۶/مارچ ۱۹۲۳ء میں اس کے اجراء پر پابندی لگ گئی۔ ۸/جولائی کو دوبارہ نکلنا شروع ہوا۔ پھر بھی اس نے اپنے مشن اور نصب العین کو باقی رکھا اور قوم و ملت کے ترجمان اور آرگن کی حیثیت سے اہلِ وطن کی آزادی کے لئے کوشاں رہا۔

۱۵/ستمبر ۱۹۲۸ء میں دوبارہ اس پر پابندی عائد ہوگئی۔ اس کے بعد پھر سہ بارہ نکلا اور اپنے مشن کو انجام دیتا رہا۔ بالآخر ۱۵/جون ۱۹۳۰ء کو ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا۔

۱۹۲۵ء میں امین الرافعی نے "اللواء المصری والاخبار" کے نام سے ایک جریدہ اور نکالا۔ یہ اخبار "اللواء" اور "الاخبار" دونوں اخبار کی بہترین ترجمانی کرتا۔ اس کے پہلے صفحہ پر "صحیفۃ الحزب الوطنی" لکھا

ہوتا اور اس کے نیچے مصطفیٰ کامل کا قول "ان من یتسامح فی حقوق بلادہ ولو مرۃ واحدۃ یبقی ابداً مزعزع العقیدۃ سقیم الوجدان" درج ہوتا ٹھیک اس کے نیچے "اننا نعرف کیف نصبر علی المکارہ، ولکننا لانعرف التسلیم لاعدائنا والتنازل من مطالبنا" جیسا زریں کلام ہوتا۔

یہ چھ صفحات پر مشتمل تھا جس میں علمی ادبی فنی، سماجی اور سیاسی مباحث ہوتے اس نے مصر کی سیاسی حالت کو سازگار و مناسب بنانے میں اہلِ وطن کی غیر معمولی خدمت کی۔ اس میں رافعی کا مقالہ "الحالۃ السیاسیہ الیوم" کے عنوان سے شائع ہوتا جس میں ملک کی سیاسی صورتِ حال کی پستی و غلامی کا نہایت جامع انداز میں تجزیہ کرتے۔ رافعی واضح انداز میں کہتے کہ جس طرح اہلِ اسلام کے لئے مذہبی عقیدہ لازم ہے اسی طرح سیاسی عقیدہ بھی ضروری ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"العقیدۃ السیاسیۃ للمرء تشبہ العقیدۃ الدینیۃ فی کثیر من الوجوہ واہم اوجہ الشبہ ان صاحب العقیدۃ الثابتۃ فی کلتا الحالتین یلاقی صنوف المتاعب فی سبیل التمسک بعقیدتہ والاحتفاظ بہا وعدم مخالفتہ لتعالیمہا الصحیحۃ۔

وکلما ضعف شان العقیدۃ فی وسط من الاوساط او زمن من الازمان، اصبح موقف اصحاب العقائد الثابتۃ صعباً وعملہم شاقا، واذا کان من الثابت، ان القابض علی دینہ یاتی علیہ یوم یکون فیہ کالقابض علی الجمر فان القابض علی عقیدتہ السیاسیۃ لابد ان یقع فی مثل ہذہ المحنۃ ای لابد ان یصطدم فی طریق جہادہ بکثیر من العقاب، وان تصادفہ طائفۃ من الاھوال والارزاء، وان یتنزل بہ مختلف النکبات والکارثات"[1]

الغرض اس اخبار نے اہلِ وطن کے اندر جذبۂ آزادی اور اسلامی روح پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ اور قوم وملک کی عظیم خدمت کی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عربی صحافت نے وادیٔ نیل میں قدم رکھتے ہی جس برق رفتاری کے ساتھ ترقی وشہرت حاصل کی اور اہلِ وطن نے جس قسم کے انہماک ودلچسپی کا اظہار کیا اپنی مثال آپ ہے، مصر کی عربی صحافت اپنے کمال وجمال کے اعتبار سے تمام اسلامی ممالک سے فائق تر ہے اور نہایت کم مدت میں ارتقاء کے اس مقام پر پہنچ گئی کہ فن کے اعتبار سے مغرب کی صحافت سے مقابلہ کرنے لگی اور انگشت بدنداں جرائد ورسائل منظرِ عام پر آئے۔*

[1] ادب المقالۃ الصحفیۃ فی مصر۔ ڈاکٹر عبداللطیف حمزہ ج ۷ ص ۱۵۱۔

کتابیات

(۱) ادب المقالۃ الصحفیۃ فی مصر	ڈاکٹر عبد اللطیف حمزہ	دار الفکر العربی	۱۹۳۷ء
(۲) اسرار الصحافۃ	محمد السید شوشہ	دار المعارف مصر	
(۳) اعلام الصحافۃ العربیہ	ڈاکٹر ابراہیم عبدہ	المطبعۃ النموذجیہ	
(۴) تاریخ آداب اللغۃ العربیہ ج ۴	ڈاکٹر جرجی زیدان	مطبعۃ الھلال	۱۹۳۵ء
(۵) تاریخ الترجمہ والحرکۃ الثقافیہ فی عصر محمد علی	ڈاکٹر جمال الدین الشیال	مطبعۃ الاعتماد بمصر	۱۹۵۱ء
(۶) تاریخ التعلیم فی عصر محمد علی	احمد عزت عبد الکریم	مکتبۃ النہضۃ المصریۃ	۱۹۳۸ء
(۷) تاریخ الحرکۃ القومیہ	عبد الرحمٰن الرافعی بک	مکتبۃ السعادہ بمصر	۱۹۵۱ء
(۸) تاریخ الصحافۃ العربیہ (نشأتہا وتطورہا)	سمیم ابو صفلی	دار الکاتب العربی	۱۹۳۸ء
(۹) تاریخ الصحافۃ العربیہ	فیلیپ دی طرازی	المطبعۃ الادبیہ بیروت	۱۹۱۳ء
(۱۰) تراجم مشاہیر الشرق فی القرن التاسع عشر	ڈاکٹر جرجی زیدان	مطبعۃ الھلال بمصر	۱۹۲۲ء
(۱۱) زعماء الاصلاح فی العصر الحدیث	ڈاکٹر احمد امین	مکتبۃ النہضۃ المصریۃ	۱۹۴۸ء
(۱۲) شارع الصحافہ	ی۔ شاہین	دار المعارف	
(۱۳) الصحافہ ”حرفہ ورسالہ“	سلامہ موسیٰ	قاہرۃ	۱۹۶۳ء
(۱۴) الصحافۃ المصریۃ فی مائۃ عام	ڈاکٹر عبد اللطیف حمزہ	الادارۃ العامہ للثقافہ	
(۱۵) الصحافۃ والادب	” ”		۱۹۵۵ء
(۱۶) عصر محمد علی	عبد الرحمٰن الرافعی بک	مطبعۃ النہضۃ المصریۃ	۱۹۵۱ء
(۱۷) فی الادب الحدیث	عمر الدسوقی	بیروت	۱۹۶۶ء
(۱۸) فن الصحافۃ	رفیق المقدسی	الفن الحدیث العالمی	
(۱۹) مستقبل الثقافہ فی مصر	ڈاکٹر طٰہٰ حسین	مصر	۱۹۴۴ء
(۲۰) مستقبل الصحافہ فی مصر	ڈاکٹر عبد اللطیف حمزہ	دار الفکر العربی	۱۹۵۷ء
(۲۱) مصر کی عربی صحافت	ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی	گلی قاسم جان	۱۹۸۹ء

सत्यमेव जयते

وزیر مملکت برائے ٹیکسٹائلس
حکومت ہند
نئی دہلی

वस्त्र राज्य मंत्री
भारत
नई दिल्ली-110011
MINISTER OF STATE FOR TEXTILES
INDIA
NEW DELHI-110011

مورخہ 19/ دسمبر 1988

محترمی ، سلام و رحمت

آپ کا خط ملا ۔ شکریہ ۔ ادارہ ندوۃ المصنفین کی جانب سے میں حضرت مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانیؒ کی شخصیت سے متعلق سیمینار میں انشاء اللہ 21/ جنوری 1989 کو پہلی نشست میں، غالب اکیڈمی، نئی دہلی میں شرکت کروں گا ۔

امید کہ مزاج بخیر ہوں گے ۔

مخلص

رفیق عالم

Mr. Amidur-Rahman Usmani,
General Manager,
Nadwatul Musannifin,
Maktaba Burhan,
4136 Urdu Bazar, Jama Masjid,
Delhi-110006

برہان دہلی

NIAZ AHMAD

अतिरिक्त निजी सचिव
पर्यावरण एवं वन मंत्री
लोदी रोड, नई दिल्ली-११०००३
ADDITIONAL PRIVATE SECRETARY
MINISTER FOR ENVIRONMENT & FORESTS
PARYAVARAN BHAWAN, CGO COMPLEX
LODI ROAD, NEW DELHI-110003

۱۷ جنوری ۸۹ء

محترم عمید الرحمٰن صاحب ۔ السلام مسنون!

آپ کا عنایت کردہ نوازش نامہ ہمارے وزیر محترم جناب ضیاء الرحمٰن انصاری صاحب کو دستیاب ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ موصوف مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت ہوئی کہ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں آپ حضرات مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۸۹ء کو جو سیمینار منعقد فرما رہے ہیں ان شاء اللہ وزیر موصوف اس میں شرکت فرمائیں گے۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

نیازمند

نیاز احمد

Mr. Ameedur-Rehman Usmani
Editor Monthly "BURHAN."
4136, Urdu Bazar
Jama Masjid, DELHI-110006

Dear Shri Usmani,

Thank you very much for your invitation requesting me to join you on the occasion of celebrating a one day seminar on 21st January, 1989 in the memory of Mufikkere-e-Millat, Late Hazerat Maulana Mufti Atique Rehman Usmani, a personality of international fame at Ghalib Academy, Nizamuddin, New Delhi.

I very sincerely regret my inability to join you on this occasion due to pre-arrangements. However, I wish a success of the seminar.

With regards,

Yours sincerely,

(MAHINDER SINGH SATHI)

Sh. Amidur-Rahman Usmani,
4136, Urdu Bazar,
Jama Masjid,
Delhi-110006